127851 ـ نماز عيد سے قبل اجتماعى تكبير كا حكم

سوال

نماز عيد سے قبل لوگ اجتماعى طور پر تكبيريں كہتےہيں كيا يہ بدعت ہے يا نماز عيد ميں مشروع ہے ؟
اور اگر بدعت شمار ہوتى ہے تو كيا نمازى نماز شروع ہونے تك عيد گاہ سے نكل جائے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

عيد ميں تكبيريں كہنا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے مسنون و مشروع ہيں، اور يہ بھى باقى عبادات كى طرح ايك عبادت ہے، اس ليے اس كے متعلق سنت ميں وارد شدہ پر ہى انحصار و اقتصار كرنا ضرورى ہے، اور اس كى كيفيت ميں كسى بھى قسم كا نيا طريقہ ايجاد كرنا جائز نہيں، بلكہ جو سنت نبويہ اور آثار سے ثابت و وارد ہے وہى كافى ہے.

آج كل اجتماعى طور پر جو تكبيريں كہى جاتى ہيں اس كے متعلق ہمارے فقہاء نے غور و فكر كيا ہے ليكن انہيں اس كى تائيد ميں كوئى دليل نہيں ملى چنانچہ انہوں نے اس كے بدعت ہونے كا فتوى جارى كيا ہے، كيونكہ اصل عبادت ميں كوئى چيز نئى ايجاد كى جائے چاہے وہ اس كى كيفيت ميں ہو يا صفت و طريقہ ميں تو وہ مذموم بدعت ميں شمار ہوتى ہے، اور وہ درج ذيل فرمان نبوى ميں شامل ہے:

" جس كسى نے بھى ہمارے اس دين ميں كوئى ايسا نيا كام نكالا جو اس ميں سے نہيں تو وہ مردود ہے "

صحيح مسلم حديث نمبر (1718).

شيخ محمد بن ابراہيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" عيد كے روز مسجد حرام ميں جو تكبيريں كہى جاتى ہيں كہ ايك يا اس سے زائد شخص زمزم كى چھت پر بيٹھ كر تكبيريں كہتے ہيں اور لوگ ان كا جواب ديتے ہيں، شيخ عبد العزيز بن باز نے كھڑے ہو كر اس كيفيت كا انكار كيا اور انہيں روكا اور كہا كہ يہ بدعت ہے.

شيخ كا مقصد يہ تھا كہ اس خاص شكل كے ساتھ منسوب ہونے كے اعتبار سے يہ بدعت ہے، ان كا مقصد يہ نہيں كہ يہ تكبير ہى بدعت ہے، چنانچہ مكہ كے كچھ لوگوں كو يہ بات اچھى نہ لگى كيونكہ وہ اس سے مانوس ہو چكے

ہیں، اور اس ٹیلی گرام کے ارسال کرنے کی یہی حد ہے، اس طرح تکبیریں کہنے کی کیفیت کے متعلق تو مجھے بھی کوئی علم نہیں کہ یہ صحیح ہو، اس لیے اس کے شرعی ہونے کے لیے کوئی دلیل و برہان ہونی چاہیے، اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ جزئی ہے اس کو اتنا نہیں اچھالنا چاہیے اور وہاں تک نہیں پہنچنا چاہیے جہاں تک پہنچ چکا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی العلامۃ محمد بن ابراہیم (3 / 127 ـ 128).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی نبینا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و بعد:

سب تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور درود و سلام ہوں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر.

اما بعد:

کچھ مقامی اخبارات میں محترم بھائی جناب شیخ احمد بن محمد جمال ۔ وفقہ اللہ ۔ کا نشر کردہ مضمون میں نے پڑھا ہے جس میں انہوں نے نماز عید سے قبل مساجد میں اجتماعی طور پر تکبیریں کہنے سے منع کرنے اور اس کے بدعت ہونے کے فتوی پر بہت تعجب کا اظہار کیا ہے، جناب نے مذکورہ کالم میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ بدعت نہیں اور اس سے روکنا جائز نہیں، اور بعض دوسرے کالم نگاروں نے بھی اس کی تائید کی ہے؛ اس خدشہ کے پیش نظر کہ کے جسے حقیقت معلوم نہیں اس پر کہیں یہ مسئلہ خلط ملط ہی نہ ہو جائے ہم یہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ:

عید الفطر میں عید کی رات اور نماز عید سے قبل اور عشرہ ذوالحجہ اور ایام تشریق کے ان عظیم اوقات میں تکبیریں کہنا اصلاً مشروع ہیں، اور اس میں بہت زیادہ فضیلت پائی جاتی ہے کیونکہ عید الفطر کی تکبیرات میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تا کہ تم گنتی پوری کرلو اور اس کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور تا کہ اس کا شکر کرو البقرۃ (185).

اور عشرہ ذوالحجہ اور ایام تشریق کے بارہ میں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تا کہ اپنے فائدے حاصل کریں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں الحج (28).

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

اور تم گنے چنے چند ایام میں اللہ کا ذکر کرو البقرۃ (203).

ان معلوم و معدود ایام میں مشروع ذکر میں مطلق اور مقید تکبیرات بھی شامل ہیں جیسا کہ سنت مطہرہ اور سلف کے عمل سے ثابت ہے، اور تکبیر کہنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مسلمان شخص اکیلا بلند آواز سے تکبیر کہے حتی کہ لوگ بھی سنیں اور اس کی اقتدا کریں اور وہ انہیں تکبیریں کہنا یاد دلائے، لیکن اجتماعی طور پر تکبیریں کہنا بدعت ہے وہ اس طرح کہ دو یا دو سے زیادہ افراد بلند آواز سے اکٹھے تکبیریں کہیں سب اکٹھے ہی تکبیر کہنا شروع ہوں اور اکٹھے ہي بيك آواز میں ختم کریں یہ بدعت ہے اور خاص طریقہ ہے.

اور اس عمل کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی کوئی دلیل ملتی ہے، اور یہ تکبیر کے طریقہ اور صفت میں بدعت ہے اللہ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری، لہذا جو کوئی بھی اس طریقہ سے تکبیریں کہنے سے روکتا ہے وہ حق پر ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ رد ہے " صحیح مسلم.

یعنی وہ عمل مردود اور غیر مشروع ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

" اور تم نئے نئے امور ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اور اجتماعی طور پر تکبیریں کہنا دین میں نیا کام چنانچہ یہ بدعت ہوا، اور جب لوگوں کا عمل شریعت مطہرہ کے مخالف ہو تو اس سے منع کرنا واجب ہے؛ کیونکہ عبادات توقیفی ہیں یعنی جس طرح ثابت ہیں اسی طرح سرانجام دی جائینگی اور اس میں وہی مشروع ہو گا جو کتاب و سنت سے ثابت ہے.

رہے لوگوں کے اقوال اور آراء جب شرعی دلائل کے خلاف ہوں تو ان میں کوئی دلیل نہیں، اور اسی طرح مصالح المرسلہ سے بھی عبادات ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ عبادت تو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قطعی اجماع سے ثابت ہو گی.

اور مشروع تو یہی ہے کہ ہر مسلمان شخص مشروع طریقہ سے کہے جو شرعی دلائل کے ساتھ ثابت ہیں، اور وہ انفرادی طور پر تکبیر کہنا ہے.

سعودی عرب کے مفتی اعظم جناب شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ نے بھی اجتماعی طور پر تکبیریں کہنے کا انکار

کرتے ہوئے اس میں ایك فتوی بھی جاری کیا ہے، اور میں نے بھی اس کی ممانعت میں ایك سے زائد فتوے جاری کیے ہیں، اور اسی طرح مستقل فتوی کمیٹی سعودی عرب سے بھی اس کی ممانعت میں فتوی جاری ہو چکا ہے.

اور شیخ حمود بن عبد اللہ التویجری رحمہ اللہ نے اس میں ایك قیمتی رسالہ بھی تالیف کیا ہے جس میں انہوں نے اس سے منع کیا اور روکا ہے، یہ رسالہ طبع ہو چکا ہے اور مارکیٹ میں موجود ہے، اس میں اجتماعی طور پر تکبیریں منع ہونے کے کافی و شافی دلائل ہیں.

اور محترم بھائی شیخ احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے فعل سے جو انہوں نے منی میں لوگوں کی موجودگی میں کیا سے جو دلیل پکڑی ہے اس میں دلیل نہیں پائی جاتی کیونکہ ان کا اور لوگوں کا منی میں یہ عمل کرنا اجتماعی تکبیر میں شامل نہیں ہوتا، بلکہ یہ تو مشروع تکبیر تھا؛ کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سنت پر عمل کرتے ہوئے اور لوگوں کو یاد دلانے کے لیے بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے، اور ہر شخص اپنے طور پر تکبیر کہہ رہا تھا، اور ابن عمر اور لوگوں میں کوئی اتفاق نہ تھا کہ وہ شروع سے لے کر آخر تك بیك آواز میں تکبیر کہیں، جیسا کہ آج کل اجتماعی طور پر تکبیریں کہنے والے کرتے ہیں.

اور اسی طرح سلف رحمہ اللہ سے جو بھی تکبیر کے متعلق مروی ہے وہ سب شرعی طریقہ پر ہے، اور جو کوئی بھی اس کے خلاف گمان کرتا ہے اسے اس کی دلیل دینی چاہیے، اور اسی طرح نماز عید یا نماز تراویح یا قیام اللیل یا وتر کی آواز لگانا یہ سب بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ملتی، اور صحیح احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید بغیر آذان اور اقامت کے ادا فرمایا کرتے تھے، اور ہمارے علم کے مطابق تو کسی بھی اہل علم نے یہ نہیں کہا کہ آواز لگانا (سنت میں وارد ہے) یا کوئی اور الفاظ کہنے.

اور جو کوئی بھی یہ خیال کرے اس کی اسے دلیل دینا ہو گی، اور اصل میں یہی ہے کہ یہ موجود نہیں، اس لیے کتاب و سنت صحیح یا اہل علم کے اجماع کی دلیل کے بغیر کسی کے لیے بھی کوئی عبادت مشروع کرنا جائز نہیں، کیونکہ بدعات سے بچنے والے عمومی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں.

اور ان میں یہ فرمان باری تعالی بھی شامل ہوتا ہے:

کیا ان لوگوں نے ایسے شریك مقرر کر رکھے ہیں جو ان کے لیے ایسے احکام دین مقرر کرتے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں الشوری (21).

اور ان دلائل میں سابقہ دو احادیث بھی شامل ہیں جو یہاں شروع میں بیان کی گئی ہے، اور اس میں یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے " متفق علیہ.

اور خطبہ جمعہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

" اما بعد: یقینا سب سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور سب سے برے امور اس دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اسے صحیح مسلم نے روایت کیا ہے، اور اس موضوع میں احادیث بہت زیادہ پائی جاتی ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور جناب محترم فضیلۃ الشیخ احمد اور ہمارے سب بھائیوں کی دین کی سمجھ اور دین پر ثابت قدم رکھے، اور ہمیں اور سب دین کے داعیوں کو ہدایت و راہنمائی اور حق کے معاون و مددگار بنائے، اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو ہر اس کام سے اجتناب کرنے کی توفیق نصیب فرمائے جو شریعت کے مخالف ہیں، یقینا اللہ سبحانہ و تعالی بڑا ہی کرم و الا اور جود والا ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (13 / 20 - 23).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" ہر ایك شخص اکیلا بلند آواز سے تکبیر کہے، کیونکہ اجتماعی طور پر تکبیریں کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (8 / 310).

اور یہ فتوی بھی ہے:

" اجتماعی طور پر بیك آواز میں تکبیریں کہنا مشروع نہیں، بلکہ یہ بدعت ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

اور پھر سلف صالح میں سے بھی کسی نہ یہ عمل نہیں کیا نہ تو صحابہ کرام میں سے کسی نے اور نہ ہی تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے، حالانکہ وہ لوگ قدوہ ہیں، اور اتباع واجب ہے نہ کہ ابتداع یعنی بدعات کی ایجاد " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (8 / 311).

اور یہ فتوی بھی ہے:

" اجتماعی طور پر تکبیریں کہنا بدعت ہے؛ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جو عمل کیا اس میں اجتماعی تکبیریں کہنے کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ اس میں تو یہ ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ اکیلے خود تکبیریں کہتے تھے اور جب لوگ انہیں تکبیریں کہتے ہوئے سنتے تو وہ بھی تکبیریں کہنے لگتے، اور ہر ایك اکیلا ہی تکبیر کہتا تھا، اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ سب بیك زبان ایك ہی آواز میں اجتماعی طور پر تکبیریں کہتے تھے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (24 / 269).

اور یہ فتوی بھی ہے:

" نماز کے بعد یا نماز کے وقت کے علاوہ بیك آواز میں اجتماعی طور پر تکبیریں کہنا مشروع نہیں، بلکہ یہ بدعت اور دین میں نئی ایجاد کردہ ہے، بلکہ مشروع تو یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اور اجتماعی آواز کے بغیر سبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ کہا جائے، اور قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، اور کثرت سے استغفار کیا جائے تا کہ اللہ سبحانہ تعالی کے اس فرمان پر عمل ہو:

﴿ اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو ﴾.

اور یہ فرمان باری تعالی بھی ہے:

﴿ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا ﴾.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے جس میں انہوں نے رغبت دلاتے ہوئے فرمایا:

" میرے لیے سبحان اللہ اور الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر کہنا دنیا میں سورج طلوع ہونے سے زیادہ محبوب ہے " رواہ مسلم.

اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے:

" جس نے سو بار سبحان اللہ و بحمدہ کہا اس کے گناہ بخش دیے جائنگے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں

" اسے مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ترمذی کے ہیں.

اور اس امت کے سلف کی اتباع کرتے ہوئے کیونکہ ان سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے اجتماعی طور پر تکبیریں کہی ہوں بلکہ یہ تو بدعتی لوگ اور خواہش کے پیچھے چلنے والوں کا عمل ہے.

اور اس لیے بھی کہ ذکر ایك عبادت ہے، اور عبادات میں اصل توقیف ہے اسی طرح کی جائیگی جس طرح شارع نے حکم دیا ہے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں بدعات کی ایجاد سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (2 / 236) المجموعۃ الثانیۃ.

مزید آپ سوال نمبر (105644) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .